اصلاحِ اغلاط سلسلہ نمبر 29

ماہِ ذی الحجہ کے خصوصی اعمال اور قربانی

مؤلف

مفتی محمد نعیم

مہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ماہِ ذی الحجہ کے خصوصی اعمال بشمول قربانی

امت مسلمہ کی ایک خوش آئند روایت:

شریعت اسلامیہ میں سال کے بارہ مہینوں میں ماہ رمضان المبارک کو خصوصی امتیاز مرحمت فرمایا گیا ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ اسے خصوصی اہمیت کا حامل قرار دیتے ہوئے اپنے اعمال صالحات سے مزین رکھنے کا پورے مہینے اہتمام رکھتی ہے۔ کچھ اسی طرح کا اہتمام انفرادی اعتبار سے ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں بھی دنیا بھر میں جا بجا دکھائی دیتا ہے (یہ اہتمام ہر ہر زمانے میں صالحین نے اجتماعیت کا رنگ دیے بغیر اپنا رکھا تھا خوش آئند بات یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں یہ اہتمام اسلاف کے طرز پر قائم ہے، نادیدہ قوتوں کی دست برد، تصرف، بے جا، حشو وزائد، قطع و برید اور کمی بیشی سے محفوظ ہے، تشہیر، شہرت، ریا اور نام و نمود کی کثافتوں سے آزاد ہے۔)

ذی الحجہ کا ایک خصوصی امتیاز:

یوں تو ہر دن (جو چوبیس گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے) میں ایک رات ہوتی ہے اور ایک دن ہوتا ہے نیز اسلامی اصولوں کے مطابق رات دن سے پہلے آتی ہے

جس کا آغاز سورج کے غروب ہوتے ہی ہو جاتا ہے یہ اصول سال بھر کے بارہ مہینوں کے تمام دنوں کے لیے یکساں طور پر متعین ہے سوائے ذی الحجہ کی نو اور دس تاریخ میں آنے والے دونوں دنوں کے۔ شریعت نے نو ذی الحجہ کے دن کو یوم عرفہ کا نام دیا ہے اور واضح طور پر فقہائے کرام نے یہ مسئلہ سمجھایا ہے کہ اگر کوئی حج کرنے والا کسی بھی عذر سے عرفہ کے دن میدان عرفات میں حاضری نہ دے سکا ہو وہ عرفہ کے دن کا سورج غروب ہونے کے بعد آنے والی رات (جو کہ اصول کے مطابق دس ذی الحجہ کو جس کو شریعت نے یوم النحر کا نام بھی دیا ہے) میں صبح صادق سے پہلے کسی وقت بھی میدان عرفات میں پہنچ جائے تو اس کا وقوف قابل قبول اور اسے حاجی ہونے کی سند مل جاتی ہے۔ اس فقہی مسئلے کی روشنی میں علماء یہ کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن میں دو راتیں ہوتی ہیں پہلی دن سے پہلے اور دوسری دن کے بعد اور یوم النحر سے نسبت پانے والی کوئی رات نہیں ہوتی گویا کہ دنیا میں پائے جانے والے دنوں میں یہ دو دن منفرد، اچھوتی علیحدہ علیحدہ شان رکھتے ہیں۔

ماہ ذی الحجہ کا ایک مخصوص عمل:

نو ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ میں آنے والے دنوں کو شریعت کے دیے ہوئے نام کے مطابق ایام تشریق کہا جاتا ہے اور ان دنوں میں انفرادی اور جماعت سے پڑھی جانے والی نمازوں کے فرض پڑھ چکنے کے فوراً بعد پڑھی جانے والی تکبیرات کو تکبیرات تشریق کا نام دیا گیا ہے۔ یہ تکبیرات نو ذی الحجہ کی فجر کی

نماز کے فرض پڑھ چکنے کے فوراً بعد سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ کی عصر کے فرض پڑھ چکنے کے بعد تک ہر نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ ان تکبیرات کا پڑھنا اختیاری نہیں تشریعی ہے اور ہر مرد و عورت پر ان پانچ دنوں کی کل تیئیس نمازوں میں ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔ مرد متوسط بلند آواز سے اور عورت آہستہ پڑھیں۔ چونکہ سال بھر میں صرف ایک مرتبہ ان پانچ دنوں میں یہ تکبیرات پڑھی جاتی ہیں اس لیے عموماً پڑھنا یاد نہیں رہتا لیکن باجماعت نماز پڑھنے پر دوسرے بھی پڑھنے لگتے ہیں۔ عورتوں کے لیے یاد رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ان پانچ دنوں میں گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ پر سامنے کی طرف لکھ کر لٹکا لیا جائے۔ ان مواقع پر بہت سارے نمازیوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ خاموش رہتے ہیں یا آہستہ پڑھتے ہیں حالانکہ فقہائے کرام کی وضاحت کے مطابق مرد حضرات کے لیے بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہے لہٰذا ان مواقع پر آہستہ پڑھنا غفلت بھرا گناہ ہے اور دانستہ چھوڑ دینا سرکشی سے لبریز گناہ ہے اور بھول جانا بھی نافرمانی کے زمرے میں شمار ہو سکتا ہے۔ یہ تینوں طریقے توبہ اور اصلاح کو لازم کرتے ہیں۔

تکبیر تشریق کے الفاظ انتہائی آسان، نہایت سادہ، بے حد پرکشش، عمدہ درجہ کی مٹھاس، شیرینی اور حلاوت سے لبریز، نفیس کلاس کی لذت سے بھرپور، معنوی اعتبار سے دلآویز، خوشی کے اعتبار سے فرحت بخش، سکون کے حوالے سے مسرت آمیز، دل بستگی کی نظر سے مکمل طور پر مرغوب، دل جمعی کے لیے دلربا

عطیہ، تعلق مع اللہ کے لیے بہترین وظیفہ، درجات کی ترقی کے لیے روح پرور، ٹوٹے دلوں کی راحت کے لیے شرطیہ کامیاب نسخہ، مہرالٰہی کے نزول کی اعلیٰ تدبیر، قہرالٰہی سے بچاؤ کی کارآمد حکمت ہے۔ ان گوناگوں مفید اور بے ضرر خوبیوں کے تناظر میں کون صاحب ایمان ہوگا جو ان الفاظ کو ذہن نشین کرنے اور بروقت اس کی روح کے مطابق پڑھنے میں کوتاہی برتے گا۔

ائمہ مساجد تو وقت آنے پر مقتدیوں کو اس طرف توجہ دلاتے ہی ہیں۔ مقتدیوں کو بھی چاہیے کہ وہ آپس میں اس کا مذاکرہ کریں۔ جن کو یاد ہو وہ دوسروں کو یاد کرائیں، جن کو یاد نہ ہو وہ بلاہچکچاہٹ جن کو یاد ہو ان سے یاد کرلیں۔

تکبیر تشریق کے الفاظ اور ان کی ترتیب:

اللہ اکبر، اللہ اکبر، لاالٰہ الااللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد2 صفحہ 73)

یہ تین اعلیٰ ترین بزرگوار شخصیات کی (ایک خاص موقع پر) زبانوں سے نکلے ہوئے کلمات کا مجموعہ ہے پہلی شخصیت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہے جو فرشتوں کی جماعت کے سردار ہیں۔ دوسری شخصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تیسری شخصیت حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں، تینوں شخصیات اللہ تعالیٰ کی مقرب جلیل القدر معصوم، محفوظ، مرحوم و مغفور شخصیات ہیں دوسری اور

تیسری شخصیات تو ہمارے نبی ﷺ کی جدامجد بھی ہیں۔ خاص موقعہ وہ ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر پورے انہماک کے ساتھ خلوص للّٰہیت کو مکمل طور پر بروئے کار لاتے ہوئے چھری چلاتے ہوئے ایک سخت و شدید امتحان میں پورا اتر رہے تھے بلکہ اپنی طرف سے ظاہری طور پر اتر چکے تھے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام جنت سے ایک مینڈھا لے کر اس مقام پر نازل ہوئے اور باپ بیٹے کی توجہ حاصل کرنے کے بلند آواز سے تکبیر پڑھی اللہ اکبر، اللہ اکبر اس تکبیر کو سنتے ہی موحد اعظم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید بھرے سب سے اعلیٰ، ارفع، اشرف کلمات بلند آواز سے کہے لاالہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، معبودیت کے اقرار بھرے ان کلمات کی تکمیل ہوتے ہی مطیع و فرمانبردار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مقدس زبان نے فضا میں یہ کلمات بلند فرمائے اللہ اکبر وللّٰہ الحمد۔

اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کے مجموعے کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نمازیوں پر ہر سال کے ذی الحجہ کے مہینے کی نو تاریخ کی فجر سے لے کر تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے فرض پڑھ چکتے ہی پڑھنا واجب قرار دیا ہے واضح رہے کہ اس میں قربانی کرنے اور نہ کرنے والے تمام نمازی شامل ہیں۔ اوران تکبیرات کا پڑھنا ان تاریخوں میں ہی واجب ہے اور نہ پڑھ سکنے کی صورت میں اس کی بعد میں قضا بھی نہیں ہے البتہ نہ پڑھنے کا گناہ ہوگا جو توبہ

سے ہی معاف ہو سکے گا۔

ان مقدس کلمات کا پڑھنا جہاں پڑھنے والوں کو اجور وانعامات دلاتا ہے وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے جذبۂ ایثار اور حب خدا اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی بے نفسی و تسلیم و رضا کی یاد دلاتے ہیں جن کو یاد کر کے مسلمان ہر سال اپنے گذشتہ سال کے جذبات کا محاسبہ اور آئندہ ایک سال کا قبلہ درست کر سکتا ہے۔

ماہ ذی الحجہ کے پہلے دس دن:

1 اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفجر کی دوسری ہی آیت میں دس راتوں کی قسم کھائی ہے نبی ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق ان دس راتوں سے ذی الحجہ کے مہینے کا پہلا عشرہ مراد ہے۔

2 عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل میں یہ روایت بھی احادیث کے ذخیرے میں محفوظ ہے کہ اس مہینے کے پہلے نو دنوں میں رکھا جانے والا ہر روزہ ایک سال کے روزے رکھنے کے برابر اور ہر رات کی عبادت شب قدر میں کی جانے والی عبادت کے برابر ہے (محدثین کرام کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق فضائل کے باب میں کمزور راویوں کی روایات بھی قابل قبول ہیں۔)

3 جس نے ذی الحجہ کی نو تاریخ کا روزہ رکھا اس کے مسلسل دو سالوں (ایک

گزشتہ اور ایک آئندہ) کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ گزشتہ سال کے گناہ کر چکنے کے بعد اور آئندہ سال کے گناہ کرنے سے پہلے ہی معاف ہو چکے۔ (یہ گناہ کرنے کی اجازت نہیں محبوبیت کی انتہا، بلندی، معراج، کوالٹی، کوائف اور کیفیات کا آخرت سے پہلے دنیا ہی میں بے غبار، غیر مبہم، ناقابل تردید، ترمیم و تنسیخ اظہار ہے) اس دین، عطا، بخشش، دادودہش، عطیہ، انعام کی کوئی انتہا ہے کہ ایک نفلی، مستحب یا مسنون روزے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی اپنائیت۔ اس سے اندازہ لگانا کیا مشکل ہے کہ خود روزے دار کے اندر للّٰہیت کا درجہ کس مقام و درجے کا ہوتا ہے۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کہ کراماً کاتبین راہم خبر نیست

(شیطان کا کام اپنے بُنے ہوئے جالوں میں پھنسانا۔ پھنسانے کے بعد پھنسائے رکھنا۔ رحمٰن کا فضل بچنے میں مدد کرنا۔ پھنسنے کے بعد بھی محفوظ رکھنا۔ آزاد ہونے کی کوشش کرنے والے کو آزاد ہونے میں رہنمائی کرنا۔ انسان کی جیت پھنسنے سے پہلے، پھنستے ہوئے پھنسنے کے بعد رحمٰن کی رحمتِ آغوش میں پہنچنے کے لیے بے بسی کے باوجود بے قراری سے پھڑ پھڑاتے رہنا۔)

ذی الحجہ کی مزید خصوصیات:

1 ذوالحجہ کی نو تاریخ کا دن سال کا واحد دن ہے جسے شریعت نے یوم العرفہ قرار دیا اور صرف اسی تاریخ میں حج کا اہم ترین رکن وقوف عرفہ عرفات کے میدان میں ادا کیا جاسکتا ہے نہ اس تاریخ سے پہلے کسی بھی تاریخ میں نہ اس تاریخ کے بعد کی کسی تاریخ میں وقوف عرفہ کر کے کسی مسلمان کو عنداللہ و عندالناس حج کا فریضہ ادا کرنے والا تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ نہ ہی اس دن کے علاوہ سال بھر کے کسی بھی دن کو عرفے کا دن کہا جاسکتا ہے۔

2 ذی الحجہ کی دس، گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخ کے چار مسلسل دن ہیں جن میں کسی مسلمان (مرد و عورت) کو کسی بھی قسم (نفلی، نذری، قضائی) کا روزہ رکھنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ بلکہ ان دنوں میں روزہ رکھنا عبادت نہیں جرم ہے (اس حکم میں یکم شوال عیدالفطر کا دن بھی شامل ہے۔)

3 ذی الحجہ کے مہینے کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ مسلمانوں کے صاحب وسعت طبقے کی طرف سے قربانی کے نام سے کیا جانے والا مخصوص عمل اسی مہینے کی مخصوص تاریخوں میں ہی ادا ہو سکتا ہے۔ سال بھر کے کسی مہینے کی کسی تاریخ کو یہ مقام حاصل نہیں کہ اس تاریخ کے ذبیحے کو قربانی کا نام دلوایا جاسکے نہ عنداللہ نہ عندالناس۔

4 ذی الحجہ کے مہینے کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ارکان اسلام میں سے ایک بنیادی اور اہم ترین بیک وقت بدنی اور مالی عبادت کا مجموعہ ''حج'' اسی مہینے میں ادا ہوتا ہے وہ بھی ایک ہی وقت میں دنیا بھر سے مختلف علاقوں،

زبانوں، رنگوں، نسلوں، عمروں، سوچوں اور حیثیتوں کے مسلمان مرد اور عورتیں بغیر باہمی شناسائی کے مکمل اتحاد و اتفاق کے سائے تلے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں صرف اور صرف حج کا فریضہ ادا کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ایسے اور اتنے آدمی کسی جھوٹ پر متفق نہیں ہو سکتے۔

ذی الحج کے مہینے میں ادا کی جانے والی قربانی کا پس منظر:

شریعت کی طرف سے واجب کردہ ذی الحجہ کی دس، گیارہ اور بارہ تاریخوں میں مخصوص جانوروں کے ذبح کے ساتھ ادا ہونے والی قربانی کا ایک دل کش، دل پذیر، دل پسند، دل شاد، دل فریب، دل کُشا، دل نشیں، دل نواز پس منظر ہے۔

شریعت کی نظر سے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ایک جلیل القدر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام سے گزرے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ کے جدامجد ہونے کی وجہ سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے (روحانی) والد محترم بھی ہیں۔ ان کا لقب (وہ نام جو کسی خاص خوبی یا خرابی کی وجہ سے اصل نام کے علاوہ پڑ جایا کرتا ہے) خلیل اللہ ہے۔ (خلیل عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ دوست کے ہیں۔ عربی زبان کے اس لفظ کے معنیٰ میں بہت ہی زیادہ گہرائی پائی جاتی ہے۔ عربی میں خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جس کے دل میں دوست کے علاوہ کسی (ذات، اسباب، مرتبے وغیرہ) کی محبت دوست کے مقام و مرتبے اور حیثیت

کے برابر لمحے بھر کے لیے ذرہ برابر بھی نہ پائی جاتی ہو۔ او ران سب کا مقابلہ جب کبھی، جتنی بار، جس طرح بھی دوست سے پڑے تو وہ بغیر ہچکچاہٹ، بغیر اگر مگر، بغیر چوں چرا، بغیر سوچ بچار کے، بغیر کسی دل تنگی کے، بغیر کسی حزن و ملال کے، نفع نقصان کے حساب کتاب سے بے نیاز ہوتے ہوئے حتیٰ کہ اپنی جان کو بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے بسر و چشم، بڑی خوشی سے، پورے شرح صدر دل بستگی و دل جمعی کے ساتھ ناقدین کی تنقید، رکاوٹ بننے والوں کی رکاوٹ کو ٹھوکر مارتے ہوئے دوست کو ترجیح دے اور بزبان قال و حال بے خودی سے مستانہ عالم میں پکار اٹھے کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادانہ ہوا۔)

مستند و معتبر مذہبی علمی ذخائر کے ذریعے سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی مبارکہ کے متعلق جتنی معلومات فراہم کی گئی ہیں ان کے مطابق اس زمانے میں درج ذیل تین باتیں منظر عام پر چھائی ہوئی تھیں۔

1 نمرود بادشاہ کی حکومت تھی او راس نے خدائی دعویٰ کرکے ریاستی ہتھکنڈوں کے ذریعے اپنی باطل اور جھوٹی خدائی کو رعایا سے منوار کھا تھا (گویا نمرود بادشاہ ہی نہیں تھا معبودان باطلہ کی فہرست کا ایک نمایاں فرد بھی تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کا مناظرہ قرآن مقدس سے ثابت ہے۔)

2 حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بچپن سے لے کر وصال تک کی زندگی گھر

سے لے کر معاشرے تک میں پورے زور و شور سے جاری شرکیہ سمندر کے تیز بہاؤ کے برخلاف سمجھانے کے تمام معقول اسلوب کو بروئے کار لاتے ہوئے توحید کے پرچار میں گزری (جن کی تفصیلات موجب طوالت ہوں گی۔)

3 توحید کی اس تبلیغ کی روشنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگیٔ مبارکہ میں مناسب وقتوں کے بعد نہایت سخت امتحانات آتے رہے۔ قرآن مقدس کی غیر مبہم، بے غبار اور واضح تصریح کے مطابق آپ علیہ السلام ہر ہر امتحان کی ہر ہر جزئی میں سو فیصد کامیابی کے نمبروں سے سرخرو ہوئے اور قرآن مقدس نے اللہ تعالیٰ کا کلام بن کر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ کامیابی کا ابدالآباد تک کے لیے اعلان کر دیا جسے نہ چھپایا جاسکتا ہے نہ مٹایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی حرف، حروف کی ترتیب، معنیٰ، مراد اور مفہوم کو ذرہ برابر تبدیل کیا جاسکتا ہے پڑھیے: (سورۂ بقرہ آیت 124) "اور جب ابراہیم (علیہ السلام) کے رب نے ابراہیم (علیہ السلام) کو چند باتوں سے آزمایا پس انھوں نے سب کو پورا کر دیا۔"

اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ علیہ السلام کی آزمائش آپ علیہ السلام کے حوالے سے فرمائی وہاں بڑھاپے کی حالت میں دعاؤں کے ذریعے دی جانے والی نعمت (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کے حوالے سے بھی آپ علیہ السلام کو زبردست، کٹھن، سخت، دشوار گزار، مشکل ترین ابتلا میں ڈالا۔ آپ علیہ السلام

کے دعویٰ توحید کی حقانیت کے عملی مظاہرے کا کیا حیرت انگیز، محیر العقول، تعجب خیز، منفرد، عجیب و غریب طریقہ ہے ...(سبحان اللہ ! جب شیر خوارگی کے زمانے میں عزیز ترین بچے کو ہر ہر حوالے سے باپ کی لازمی ضرورت تھی باپ کے ہاتھوں زندہ حالت میں ایسی غیر ذی ذرع وادی میں چھڑوایا گیا جہاں خود باپ کے لیے بھی مادی ضروریات کے لیے بار بار پہنچنا بھی ناممکن تھا اور اپنے مقام پر رہتے ہوئے رابطہ رکھنے کی بھی کوئی ممکنہ صورت نہیں تھی اور جب بچہ عمر کے مخصوص حصے میں پہنچ کر اس قابل ہوا کہ باپ کے بڑھاپے میں اس کی مادی ضروریات پوری کرتے ہوئے زندگی آسان بنانے کے لیے مضبوط سہارا بن سکے تو کسی اور کو نہیں خود باپ کے ہاتھوں کو اپنے مطیع و فرمانبردار بیٹے کی ذبح کی عملی مشق کرائی گئی۔ دونوں واقعات میں نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رعایت برتی گئی نہ خلیل اللہ کی طرف سے ذہنی، بدنی، قولی و فعلی کمزوری دکھائی گئی) (واضح رہے کہ ایسے امتحان نہ اس سے پہلے کسی سے لیے گئے اور نہ ہی اس کے بعد۔ یاد رہے کہ کسی کو بھی شریعت کی طرف سے کبھی ایسا کوئی حکم نہ تھا، نہ ہے اور نہ ہوگا۔ نہ سابقہ آسمانی مذاہب میں کسی کے لیے بھی ایسا کوئی حکم تھا لہٰذا اب کوئی انسان اپنے لیے ایسا کوئی حکم سمجھتا ہے تو وہ اس کا دماغی خلل، نفسانی خواہش، شیطان کا دھوکہ قرار دیا جائے گا اور اپنی ذات پر اس عمل کو کر بیٹھتا ہے تو اسے فقہی اعتبار سے خودکشی اور اولاد پر کر گزرتا ہے تو اسے قتل ناحق کہیں گے اور دونوں حرام ہیں۔)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کا قصّہ:

قرآن مقدس کی تصریح کے مطابق جب اسماعیل علیہ السلام جوانی کی عمر کے قریب پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک خواب دکھلایا جس میں ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ میں اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو خود ذبح کررہا ہوں (واضح رہے کہ خواب ایک حقیقت ہے جس میں عام آدمی جہاں سچے خواب دیکھتا ہے وہاں اسے جھوٹے، لایعنی، غیر معقول خواب بھی آتے ہیں جو اس کے دن بھر کے پریشان خیالات، اس کی عمومی صحت اور اس کی اپنی عمومی مذہبی حالت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ لیکن نبی کا خواب ہمیشہ سچا ہوا کرتا تھا اور وحی کا درجہ رکھتا تھا اور نبی پر اس خواب کی تفصیلات کے مطابق نظام عمل ترتیب دینا لازمی ہوا کرتا تھا) (یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب میں جو بھی وحی تھی وہ پوری ملت ابراہیمیہ میں سے صرف اور صرف ابراہیم علیہ السلام سے متعلق بطور ذبح کرنے وہ بھی صرف حضرت اسماعیل سے متعلق بطور ذبح ہونے سے تھی۔ اور اس تعمیل ارشاد میں جو کچھ دونوں باپ بیٹوں نے کیا وہی منشاء خداوندیہ تھا۔ قرآن مقدس کے جملے: (سورۃ الصٰفٰت آیت 105) "بلاشبہ آپ نے خواب کو سچا کردکھایا۔" سے اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا خواب سُنا کر اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے ان کی رائے پوچھی انہوں نے بلاحیل و حجت تعمیل حکم الٰہی کی رائے دی اور دونوں باپ بیٹے نے مل کر پورے خلوص کے ساتھ عمل کردکھایا، اللہ

تعالیٰ نے خواب کو سچ کر دکھانے کی سند بھی عطا فرمائی اور اسماعیل علیہ السلام کی جان کے بجائے جنت سے بھیجے ہوئے مینڈھے کو ذبح کروا کر ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے قبول فرمالیا اور اپنے ماننے والے صاحب استطاعت لوگوں پر یہ لازم کر دیا کہ وہ مخصوص کیے ہوئے حلال جانوروں میں سے مخصوص شرائط پر پورا اترنے والے کسی جانور کو مخصوص تاریخوں میں دنیا بھر میں کہیں بھی ذبح کریں۔

قربانی سے متعلق ایک اہم نکتہ:

قربانی میں حلال جانور کو ذبح کرتے ہوئے اس کی جان کا نذرانہ پیش کرنے کا بھی حکم ہے اور جب تک جان کا نذرانہ بذریعہ ذبح پیش نہیں کیا جائے گا یہ حکم پورا ہی نہ ہوگا۔ لہٰذا کوئی بڑے سے بڑا، محبوب سے محبوب عمل اس کا بدل ہو ہی نہیں سکتا۔ جس طرح دیگر نیک اعمال کی اپنی منفرد اور علیحدہ حیثیت ہے اس عمل صالح کی بھی اپنی منفرد اور علیحدہ حیثیت ہے جسے کسی صورت دھندلا یا نہیں جاسکتا چاہے ناقدوں کے لیے کیسا اور کتنا ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

ہر اس مسلمان عاقل بالغ مقیم مرد و عورت پر واجب ہے جس کے پاس دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ کی تاریخوں میں اپنی ضرورت سے زائد اتنی مالیت ہو جس سے ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکتی ہو (اس مالیت میں نقد رقم، بنک

میں جمع رقم، وصول ہونے والے قرضے، پرائز بونڈز، این آئی ٹی یونٹس، کمپنیوں کے حصص، وصول ہونے والی بی سی (کمیٹی) میں اداشدہ رقم، مال تجارت میں خام مال اور تیار شدہ مال کا اسٹاک، پہننے کے تین جوڑے سے زائد کپڑے، روزانہ کے استعمال میں آنے والے برتن و بستروں سے زائد برتن و بستر، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، وی سی پی وغیرہ شامل ہیں۔ ایسی مالیت کا مالک چاہے شہری ہو یا دیہاتی، تاجر ہو یا صنعت کار و دستکار، مویشی رکھتا ہو یا کسان، ملازمت پیشہ ہو یا مزدور، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، عالم ہو یا ان پڑھ، مرد ہو یا عورت اس پر اس کی اپنی طرف سے قربانی واجب ہے۔

قربانی کے لیے کون کون سے جانور متعین ہیں؟

بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، بھیڑ، بھیڑی، مینڈھا، مینڈھی، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی اس کے علاوہ کسی جانور، پرندے وغیرہ کی قربانی اس کے حلال ہونے کے باوجود جائز نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر اور دیگر شرائط؟

بکرا، بکری مکمل ایک سال کے ہوں، گائے، بیل، بھینس، بھینسا مکمل دو سال کے ہو چکے ہوں، اونٹ اونٹنی پانچ سال کے ہوں۔ البتہ دنبہ، بھیڑ، مینڈھا (نر ومادہ) چھ ماہ کے ہوں لیکن اتنے موٹے تازہ ہوں کہ ایک سال کے دکھائی دیتے ہوں تو ان کی قربانی درست ہے دیگر شرائط کے لحاظ سے صحت مند، بھرپور

خوبصورت اور عیوب سے پاک جسم کے مالک ہونے چاہیئیں۔ البتہ جو بکرے خصی کردیے جاتے ہیں ان کی قربانی شریعت نے جائز قرار دی ہے اور خصی ہونے کو عیب شمار نہیں کیا ہے۔

جانوروں میں قربانی کے لیے رکاوٹ بننے والے عیوب:

(2) اندھا ہونا۔ (2)کانا ہونا۔ (3) بھینگا ہونا۔ (4)ایک تہائی سے زیادہ بصارت وسماعت سے محروم ہونا۔ (5)ایسا لنگڑا جانور جو چلنے کے دوران چوتھی ٹانگ کا سہارا نہ لے سکتا ہو۔ (6) جس کے دانت نہ ہوں۔ (7)جو جانور پاگل ہوگیا ہو۔ (8)جو متعینہ عمر سے کم ہو۔ (9)جس جانور کا کان یا دُم یا چکتی ایک تہائی سے زیادہ کٹے ہوئے ہوں۔ (10)جو ایسا کمزور ہو اس کی ہڈیوں کا گودا تک ختم ہوگیا ہو خود چل کر قربان گاہ تک بھی نہ جاسکے۔ (11)خارشی ہو۔ (12)سینگ جڑ سے اکھڑ گئے ہوں یا اتنے ٹوٹ گئے ہوں کہ اس کا اثر دماغ کی ہڈی تک پہنچ گیا ہو۔ (13) بکری کا ایک تھن اور گائے اور اونٹنی کے دونوں تھن سُوکھ گئے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ عیوب ہیں جو قربانی کے لیے غیر مقبول ہیں لہٰذا ایسے عیب دار جانوروں کی قربانی درست نہیں۔

قربانی سے متعلق مزید اہم مسائل:

1 جس شخص پر قربانی کرنا غربت کی وجہ سے واجب نہ ہو اور اس نے قربانی کے دنوں میں قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اس پر بعینہٖ اسی جانور کی

قربانی لازم ہے۔ اب اس جانور کو نہ فروخت کر سکتا ہے نہ کسی دوسرے مقصد کے لیے کام میں لاسکتا ہے اگر قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے وہ جانور ذبح نہیں کیا تو اس جانور کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔

2 غریب شخص کے قربانی کے جانور میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اسے دوسرا خریدنے کی ضرورت نہیں ہے اسی جانور کو قربانی کے دنوں میں ذبح کرلے۔ اگر دوسرا قربانی کی نیت سے خرید لیتا ہے تو دونوں جانور قربان کرنا ہوں گے۔

3 غریب شخص کا قربانی کی نیت سے خریدا ہوا جانور قربانی سے پہلے کھو گیا تو اسے دوسرا جانور خریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر قربانی کے دنوں میں مل جائے تو اس کی قربانی کرلے، قربانی کے دن گزر جانے کے بعد ملے تو اس جانور کو صدقے میں دے دے، اگر نہ ملے تو اس شخص پر اس کے بدلے کچھ لازم نہیں البتہ دوسرا خرید لیا تو دوسرے کی قربانی تو لازم ہو گی ہی لیکن پہلا مل گیا تو اسے بھی قربان کرنا ہو گا۔

4 مالدار شخص کے قربانی کے لیے خریدے ہوئے جانور میں قربانی سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اسے لازمی طور پر دوسرا بے عیب جانور خریدنا ہو گا۔ اگر جانور گم ہو جائے تو بھی دوسرا خریدنا ہو گا۔ البتہ دوسرا خریدنے کے بعد پہلے کا عیب دور ہو جائے یا پہلا مل جائے تو اس کو اختیار ہے دونوں میں سے کسی ایک کی قربانی کرلے۔

(واضح رہے کہ ذبح کرتے ہوئے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو وہ معاف ہے اس کا قربانی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔)

قربانی کے جانور میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟

بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، بھیڑ، بھیڑی، مینڈھا، مینڈھی جیسے قربانی کے چھوٹے جانور صرف ایک فرد کے لیے مقرر ہیں البتہ گائے، بیل، بھینس، بھینسے، اونٹ اور اونٹنی جیسے قربانی کے بڑے جانوروں میں ایک جانور میں سات (7) آدمی شریک ہو سکتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو نیز گوشت بھی اندازے سے تقسیم نہ ہو برابر برابر تول کر اس طرح تقسیم کیا جائے کہ کسی کے حصے میں ایک بوٹی بھی زائد نہ چلی جائے۔

قربانی کے ایام اور اوقات؟

دنوں کے حوالے سے شریعت نے دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ کے دن ہر سال کے لیے مقرر فرمائے ہیں البتہ اوقات کے حوالے سے کچھ تفصیل ہے۔ شہر میں دس ذی الحجہ کے دن قربانی کا وقت اس وقت شروع ہو گا جب شہر بھر میں کسی بھی جگہ عید کی نماز ادا کی جا چکی ہو۔ دیہات ہیں چونکہ عید کی نماز نہیں ہوتی اس لیے وہاں دس ذی الحجہ کو صبح صادق کا وقت ہوتے ہی قربانی کے وقت کا آغاز ہو جاتا ہے۔ دونوں مقامات پر اپنے اپنے وقت پر آغاز ہونے کے بعد بغیر کسی وقفے کے دن رات جاری رہتے ہوئے بارہ ذی الحجہ کے دن سورج غروب

ہونے تک رہتا ہے۔ ان اوقات میں دن کی روشنی میں ذبح کرنا رات کے اندھیرے کے مقابلے میں بہتر ہے اور پہلے دن قربانی کرنا دوسرے دنوں کے مقابلے میں افضل ہے۔ (واضح رہے کہ بارہ ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے سے پہلے ذبح ہوجائے تو گوشت سورج غروب ہونے کے بعد بنانا درست ہے۔)

ذبح کرنے کا طریقہ؟

قربانی کے جانور کو قبلہ رُخ لِٹا کر اس کے گلے پر جانور کی زندہ حالت میں ابھری ہڈی کے نیچے بسم اللہ اکبر پڑھتے ہوئے پوری قوت کے ساتھ تیز دھار والی چھری اس وقت تک چلائی جائے کہ اس کے گلے میں پائی جانے والی چار رگوں میں سے کم از کم تین رگیں کٹ جائیں۔ (اگر تین سے کم رگیں کٹیں اور چھری چلانا موقوف کردیا تو جانور مردار ہوجائے گا اور اس کا گوشت حرام ہوجائے گا) نیز یہ بھی احتیاط رہے کہ ذبح کرتے ہوئے اس کی گردن علیحدہ نہ ہوجائے۔ مزید یہ کہ ذبح شدہ جانور کے ٹھنڈا ہوجانے کے بعد اس کی کھال اُتارنے کا کام شروع کرے۔

قربانی کے گوشت کے مصارف؟

شریعت نے قربانی کرنے والے کو مکمل اختیار و اجازت دی ہے کہ وہ چاہے تو پورا کا پورا گوشت تقسیم کردے اور چاہے تو کسی کو ایک بوٹی بھی نہ دے۔ ہاں!

اخلاقی حوالوں سے اسے ترغیب دی ہے کہ وہ گوشت کے تین حصے کرلے ایک اپنے لیے رکھ لے دوسرا دوست احباب پڑوسیوں رشتے داروں میں تقسیم کردے اور نیز تیسرا اللہ تعالیٰ کے نام پر غریبوں میں تقسیم کردے۔ (غریبوں کے حصے میں اس بات کا خیال رکھے کہ ان کے حصے میں بغیر گوشت کی ہڈیاں، چھیچھڑے، چربی، پھیپھڑے ہی نہ ہوں اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو دیا جارہا ہے یہ سوچے اس نے مجھے کیسا دیا اور میں اسے کیسا لوٹا رہا ہوں؟) قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو بھی دیا جاسکتا ہے البتہ اسے فروخت نہیں کیا جاسکتا نہ ہی کسی کی خدمت کے بدلے بطور معاوضہ واجرت دیا جاسکتا ہے۔

اجتماعی قربانی:

دورحاضر میں انفرادی و اجتماعی حوالوں سے گوناگوں مسائل کا بے حد اضافہ ہوگیا ہے جس میں قربانی کے حوالے سے مہنگائی بدامنی، جگہ کی تنگی، جسمانی امراض، ذہنی تفکرات، مذہبی معاملات میں دھوکہ دہی، شرعی شرائط کی روشنی میں جانور کی خریداری، اسے بحفاظت گھر تک پہنچانا، اس کی ضروریات کے مطابق اس کی دیکھ بھال، خوراک کا انتظام، بھتہ خوروں کی عقابی نظریں، قصائی کی تلاش، اس سے اجرت کا طے کرنا، قربانی کے دن ذبح اور گوشت بنوانے کے لیے اس کا انتظار وغیرہ سرفہرست ہیں یہ اور ان جیسے دیگر مسائل کا ون ونڈو حل اجتماعی قربانی ہے۔ جس کا انتظام شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے دیگر اداروں کی طرح جامعہ بنوریہ عالمیہ بھی گزشتہ طویل عرصے بخیروخوبی کررہا

ہے، جس میں جانوروں کی خریداری سے لیکر حصہ لینے والوں تک ان کے حصوں کے مطابق صاف شفاف ٹوکریوں میں گوشت پہنچنے تک کی ذمہ داری ادارے کی ہوتی ہے۔ ادارے کی طرف سے آن لائن اجتماعی قربانی کی سہولت بھی فراہم ہوتی ہے۔ لہٰذا جنہیں قربانی کے حوالے سے مسائل درپیش ہوں تو وہ ادارے سے رجوع کر سکتے ہیں۔

قربانی کی کھال کا مصرف:

قربانی کے جانور کی کھال اپنے ذاتی مصرف میں لائی جاسکتی ہے، کسی کو ہدیہ کی جاسکتی ہے لیکن اسے بیچ کر اس کی رقم اپنے ذاتی استعمال میں نہیں لائی جاسکتی اس کی قیمت کو لازماً مستحق زکوٰۃ پر صدقہ کرنا ہوگا۔ دینی مدارس کے طلبا بھی اس کے مستحق اور سب سے افضل مصرف ہیں اس لیے کہ اس میں دین اور علوم دینیہ کے ساتھ معاونت بھی ہے جامعہ بنوریہ عالمیہ کی طرف سے بھی ہر سال کھالیں جمع کرنے کا اہتمام ہوتا ہے۔

قربانی کے عمل پر اعتراضات اور اس کے جوابات:

1 قربانی کے حوالے سے ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ جانوروں کا بے مقصد ضیاع ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس کو ضیاع سمجھا جارہا ہے وہ جانوروں کے خالق و مالک کی نگاہ میں ان دنوں میں سب سے زیادہ محبوب عمل ہے۔ لہٰذا صاحبان عقل کے نزدیک یہ خرابی نہیں خوبی ہے۔

2 ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اس طرح جانوروں کی قلّت پیدا ہو جائے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قلّت اطاعت الٰہی سے نہیں نافرمانی سے ہوا کرتی ہے۔ جو نظام قدرت چلا رہا ہے انتظام اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے لہٰذا اس بارے میں تشویش کی ضرورت نہیں ہے۔

3 ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اس طرح ہر سال بے تحاشا رقم دنیا بھر کے مسلمان ضائع کر دیتے ہیں اس رقم سے کتنے رفاہی اور امدادی کام نمٹائے جاسکتے ہیں۔ اس اعتراض کے دو جوابات ہیں ایک رب چاہا ایمان رکھنے والوں کے لیے کہ یہ ایک عباداتی فرض ہے جو ان تاریخوں میں اسی شکل میں شریعت کی طرف سے مطلوب ہے جس کا نعم البدل کوئی عمل بن ہی نہیں سکتا، البتہ تاریخیں نکل جانے کی صورت میں ہی اس کا نعم البدل صدقہ ہے اور وہ لازمی ہے۔ دوسرا جواب من چاہا ایمان رکھنے والوں کے لیے ہے کہ جناب کی نظر رفاہی و امدادی کاموں کے لیے اس عباداتی عمل کی طرف تو اٹھتی ہے۔ معاشرے پر نظر ڈالیں ہمارے بہت سے افراد بعض ایسے کام بطور عادت اپنائے ہوئے ہیں جو غیر مفید ہی نہیں مضر صحت بھی ہیں۔ مثلاً تمباکو نوشی کی تمام صورتیں، پان خوری، چائے نوشی، گٹکا، مین پوری وغیرہ وہ بلائیں ہیں جو ہم اپنی خوشی سے بغیر کسی مجبوری کے اپنی جانوں کے ساتھ چمٹا کر مہنگے مہلک اور بعض صورتوں میں لاعلاج امراض کا نہ صرف استقبال کر رہے ہیں بلکہ ہسپتالوں کو مستقل

طور پر اپنا گھر قرار دے رکھا ہے۔ کبھی سوچا یہ بلانوش قوم روزانہ کی بنیاد پر کتنی رقم اس عادت پر اور اس سے پیدا ہونے والے امراض کے علاج پر پھونک رہی ہے۔ ذرا تخمینہ تو لگایئے! اس مجموعے سے کتنے رفاہی اور امدادی کام ہوسکتے ہیں؟ اس باب میں کوئی سنجیدہ کوشش؟ یا آئے دن ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ؟ (واضح رہے کہ یہ وہ تعداد ہے جو ابھی نشے کی لت تک نہیں پہنچی) آیئے! ایک اور رُخ سے معاشرے کے غیر تعمیری اور غیر پیداواری اخراجات کا سرسری جائزہ لیں پیدائش پر رسومات و تقریبات، ختنہ پر رسومات و تقریبات، عقیقے پر رسومات و تقریبات، ہر سال سالگرہ کے نام سے رسومات و تقریبات، بسم اللہ پر رسومات و تقریبات، ختم قرآن پر آمین کے نام سے رسومات و تقریبات، ملازمت ملنے پر رسومات و تقریبات، ترقی ہونے پر رسومات و تقریبات، منگنی، مہندی، بری، مایوں، نکاح ولیمے پر رسومات و تقریبات کا سلسلہ، ولیمے کے بعد سسرال و دیگر رشتے داروں کے ہاں دعوتوں کا سلسلہ، حج و عمرے پر روانگی و واپسی کے مواقع پر رسومات و تقریبات و ہدایا کے تبادلے کا سلسلہ، موت کے مواقع پر رسومات و تقریبات، ہر سال برسی کے نام سے رسومات و تقریبات وغیرہ۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایئے ان میں سے کونسا سلسلہ ایسا ہے جسے شریعت نے وجوب کا درجہ دیا ہو؟ لیکن ہم نے (جس میں تمام طبقات شامل ہیں) ان تمام سلسلوں

کو ایسا وجوب کا درجہ دے رکھا ہے کہ نہ تقریبات کی تعداد میں کمی، نہ مہمانوں کی تعداد میں کٹوتی، نہ کھانے کے آئیٹمز میں کوئی کسر قربانی جیسے مطلوب عمل پر نظریں گاڑنے والے ان غیر مفید، مضر صحت، غیر تعمیری و غیر پیداواری سلسلوں کی طرف اپنی توجہ خاص مرکوز کریں اور رفاہی و امدادی کاموں کی ترویج کے لیے ان رسومات کے خلاف ذہن سازی کا فریضہ انجام دیں۔ جس ملک کے ہر تیسرے گھر کا بوڑھا خون تھوکتا ہو، بیوہ کا چولہا نہ جلتا ہو، یتیم تعلیم سے محروم ہوں، بے سہارا بیٹیوں کے ہاتھ پیلے نہ ہوسکتے ہوں اور ان کے سروں میں چاندی کے تاروں کا برق رفتاری سے اضافہ ہورہا ہو، بے روزگاری کی آندھیاں چل رہی ہوں۔ دہشت کے موسلادھار اولے گر رہے ہوں، قتل و غارتگری نے ماحول حبس زدہ کردیا ہو، چوری، ڈکیتی، بھتہ خوری، قبضہ مافیا، اغوا برائے تاوان کا سکّہ رائج الوقت ہو وہاں اخلاقی طور پر رسومات و تقریبات کے یہ چونچلے زیب دیتے ہیں؟

4 قربانی کے حوالے سے ایک ذہن یہ بھی سامنے لایا گیا ہے کہ قربانی تو اس زمانے میں حاجیوں کی خدمت کے لیے جاری کی گئی تھی۔ سبحان اللہ! خدا کی قسم! جو بات بھی کی لاجواب کی۔ جناب! نبی ﷺ نے دس سالہ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران مسلسل ہر سال قربانی فرمائی اور دنیا جانتی ہے کہ حج کے ارکان کا جگہ کے حوالے سے مدینہ منورہ سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ جبکہ مدینہ منورہ سے مکہ

مکرمہ کا فاصلہ اس زمانے میں کئی دنوں کی مسافت کا بنتا تھا اس تناظر میں حاجیوں کی ضیافت ایک لاینحل مسئلہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر ضیافت کے لیے جانوروں، ان کی عمروں اور دیگر شرائط کی قید بھی عجیب محسوس ہوتی ہے۔ پھر ضیافت میں گوشت کا سالن ہوتا ہے یا کچا گوشت؟ قربانی کے گوشت کی اگر تقسیم بھی ہے تو وہ کچے گوشت کی ہے۔

5 ایک ذہن میں کھلبلی مچی کہ پاکستان مقروض ہے لہٰذا پاکستانیوں پر قربانی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ ان کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ قربانی ریاست پر نہیں ریاست کے باشندوں میں سے صرف صاحب نصاب مالداروں پر واجب ہے۔ ریاست کے قرضوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

ایک اہم نکتہ :

دیگر عبادات کی طرح قربانی بھی ایک عبادت ہے۔ عبادت کی عمارت اسی وقت کھڑی ہوسکتی ہے جب اس کی بنیادیں اخلاص، للّٰہیت، صرف اللہ تعالیٰ رضامندی کے حصول کے میٹریل سے مضبوط کی گئی ہوں۔ اگر قربانی میں بچوں کا دباؤ، محلے والوں پر شان و شوکت کے اظہار کے ملاوٹ شدہ عناصر کی آمیزش ہے تو کیا یہ عمارت کھڑی ہوئی نظر آسکتی ہے؟ سوچیے! کوئی اطمینان بخش جواب ہو تو ہمیں بھی مطلع فرمائیے!

قربانی کی روح:

قربانی کی روح جان کا فدیہ دینا ہے۔ گوشت پوست حاصل کرنا نہیں۔ نہ ہی گوشت پوست کی تقسیم مقصود ہے پورا کا پورا گوشت قربانی کرنے والا خود رکھ سکتا ہے کھال اپنے ذاتی استعمال میں لا سکتا ہے (جبکہ صدقہ و خیرات میں مال و اشیاء اپنی ملکیت میں سے نکل جاتی ہیں۔) پھر قربانی کرنے والے نے کس چیز کی قربانی دی؟ ظاہر ہے جانور کی جان کے علاوہ اور کچھ نہیں جاتا ذبح کے بعد نکلنے والا خون یا نالیوں بہہ جاتا ہے یا زمین کا رزق بن جاتا ہے۔ لہٰذا اس قربانی کے عمل میں جانور کی جان دینا ہی متعین ہے۔ یہی تعین حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کے قصے سے ثابت ہو رہی ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کے بجائے جنت سے مینڈھا بھیجا گیا جسے ذبح کیا گیا۔ اور اس کو قرآن نے فدیہ کہا ہے۔ ”اور ہم نے اس کے فدیے میں ایک بڑا ذبیحہ دیا۔“ (سورۂ صٰفٰت آیت 107) چنانچہ ذبح جانور متعین ہے اور اس کی جان دینا اور خون بہانا مالک یوم الدین کی بارگاہ میں ان دنوں کا محبوب ترین عمل ہے جس کا نعم البدل کوئی اور عمل بن ہی نہیں سکتا۔ یہی سنت ابراہیمی ہے۔ جس کو قیامت تک باقی رکھنے کے لیے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا انتخاب کیا گیا ہے اور صاحب استطاعت لوگوں پر قربانی کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ ذرا اس حوالے سے اس ڈانٹ ڈپٹ کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ جس میں مالی اعتبار سے قربانی کی استطاعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔ چنانچہ قربانی کے بارے میں اپنے ذہنوں میں شکوک پیدا کرنا حماقت اور دوسروں کے ذہنوں میں شکوک ڈالنا

بغاوت ہے اور قربانی کی روح کے مطابق قربانی کرنا ہی اطاعت ہے۔

قربانی کا پیغام:

قربانی کا جانور دنیا سے جاتے ہوئے زبان حال سے قربانی کرنے والے کو یہ پیغام دیتے ہوئے جاتا ہے کہ یوں تو روزانہ کی بنیاد پر لاکھوں جانور دنیا بھر میں ذبح ہو رہے ہیں لیکن میرے خالق نے میرا انتخاب قربانی کے لیے کیا تھا اور آج میں اس انتخاب پر تمہارے ہاتھوں ذبح ہوتے ہوئے سرخرو ہو کر اپنے پروردگار کے پاس جا رہا ہوں جس نے کبھی مجھے بھوکا پیاسا نہیں رکھا۔ سلایا بھی جگایا بھی، چرایا بھی پھرایا بھی۔ تمہیں بھی تو اسی خالق نے اپنی عبادت (جس میں حقوق اللہ، حقوق العباد اور حقوق النفس شامل ہیں) کے لیے منتخب کیا ہے۔ کیا تم اس انتخاب پر پورے اتر رہے ہو۔ یاد رکھو! تمہیں بھی ایک دن میری طرح اس دنیا کو چھوڑ کر اس کے دربار میں پہنچنا ہے اس کی نعمتیں استعمال کرنے والے کیا جواب دے سکیں گے؟

ایک مستحب عمل:

جس شخص کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو اس کو چاہیے کہ یکم ذی الحجہ کا چاند نظر آتے ہی اپنی قربانی کا جانور ذبح ہونے تک نہ بال کٹوائے، نہ خط بنوائے نہ مونچھیں ترشوائے نہ ڈاڑھی منڈوائے نہ ناخن کاٹے اور اس طرح حاجیوں کی مشابہت اختیار کرے واضح رہے کہ یہ ایک مستحب عمل ہے لہٰذا اس پر عمل نہ کرنا

صرف ثواب واجر سے محرومی ہے۔ البتہ غیر ضروری بالوں کی صفائی کو چالیس دن ہوگئے ہوں تو اس مستحب عمل پر صفائی کے عمل کو ترجیح دے ورنہ گنہگار ہوگا۔

ماہِ ذی الحجہ احادیث کی روشنی میں:

(1) صیام یوم عرفۃ، انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی بعدہ والسنۃ التی قبلہ۔ (ترمذی جلد 1 صفحہ 354)

"یومِ عرفہ (نویں ذی الحجہ) کے روزے کے بارے میں، میں اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ (صغیرہ) کفارہ فرمادیں گے۔"

(2) ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیھا من عشر ذی الحجۃ، یعدل صیام کل یوم منھا صیام سنۃ وقیام کل لیلۃ منھا بقیام لیلۃ القدر۔ (ترمذی جلد 1 صفحہ 357)

"کوئی دن ایسا نہیں جس میں عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذی الحجہ کے دس دنوں سے پسندیدہ ہو، ذی الحجہ کے دس دنوں میں سے ہر دن کا روزہ (ثواب کے اعتبار سے) ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔"

(3) نھی رسول اللہ ﷺ عن صیامین، صیام یوم الضحیٰ ویوم الفطر۔ (ترمذی

جلد 1 صفحہ 362)

”رسول اللہ ﷺ نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔“

(4) ماعمل اد ی من عمل ی وم النحراحب ی الله من ا راق الدم، انه ی ی ی م ی امة بقر ونها واشعارها واظلافها وان الدم ی قع من الله بمكان قبل ان ی قع من الا ض ف ی بوابها نفسا-(ترمذی جلد 1 صفحہ 639)

”قربانی کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں ثواب عظیم ملنے کا ذریعہ بنیں گی) قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرفِ قبولیت حاصل کرلیتا ہے لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔“

وما توفیقی إلا باللہ

الجامعۃ النبویۃ العالمیۃ

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور ذرہ ذرہ دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً اللہ امت کی اصلاح مطلوب ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (=/1000) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ادارہ نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کل سالانہ رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے) بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیئے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بنک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

الملتمس: مفتی محمد نعیم رئیس وشیخ الحدیث الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی

اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ الحمد و صلحات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ

Jamia Binoria Trust

UBL,S.I.T.E.,Karachi,Pakistan

رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب

02132575228+02132575229

موبائل: **0322-2394550**

0300-3970930